عید غدیر کی حقیقت

ابو الاختر مفتی مشتاق احمد امجدی حفظہ اللہ
صدر مفتی ازہری دار الافتا ناسک

مکتبۃ الرضا
امام احمد رضا لرننگ اینڈ ریسرچ سینٹر ناسک مہاراشٹر

تقسیم کار
جماعت رضائے مصطفی ناسک مہاراشٹر

بفیضِ روحانی: جانشین مفتی اعظم ہند حضور تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری رحمۃ اللہ علیہ
بظلِ روحانی: محسن ملت، خلیفہ و داماد حضور تاج الشریعہ مفتی محمد شعیب رضا نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

سلسلۂ اشاعت: ۱۶

عید غدیر کی حقیقت

شرف قلم
ابو الاختر مفتی مشتاق احمد امجدی غفرلہ
صدر المدرسین
امام احمد رضا لرننگ اینڈ ریسرچ سینٹر، ناسک

ناشر
مکتبۃ الرضا
امام احمد رضا لرننگ اینڈ ریسرچ سینٹر، ناسک

بفیضِ کرم

زبدۃ العارفین، قدوۃ السالکین حضور شہنشاہ ناسک صادق شاہ حسینی
سرمست مدنی چشتی شطاری قدس سرہ

نام رسالہ : عید غدیر کی حقیقت

شرف قلم : مفتی مشتاق احمد امجدی

غرض وغایت : تحفظِ عقائد ومعمولات اہل سنت

تصحیح ونظر ثانی : مفتی قاضی فضل احمد مصباحی

محرّکِ عمل : مولانا محمد عارف حسین غوثی

پروف ریڈنگ : مولانا محمد حماد رضا حنفی [درجۂ تحقیق- سال دوم]

تزئین کار : مفتی رضاء المصطفیٰ امجدی

سنہ اشاعت : ذی الحجہ ۱۴۴۵ھ/ ۲۰۲۴ء

باہتمام : جماعت رضائے مصطفیٰ، شاخ ناسک

ناشر : مکتبۃ الرضا، ناسک، مہاراشٹر

اپیل برائے تعاون

معزز برادران اہل سنت! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امام احمد رضا لرننگ اینڈ ریسرچ سینٹر ریاست مہاراشٹر ضلع ناسک کا ایک منفرد وممتاز دینی وعلمی، قومی وملی اور فلاحی وامدادی ادارہ ہے جو آپ ہی کے تعاون سے مختلف شعبہ جات میں سرگرم عمل ہے، دو سالہ مفتی کورس اس ادارہ کا ہدفی شعبہ ہے جس میں ہر سال دس علمائے کرام فتویٰ نویسی کی ٹریننگ لیتے ہیں جن کے قیام وطعام کا بارگراں ادارہ کے ذمہ ہے، اس لیے آپ سے پرخلوص اپیل کی جاتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ مالی تعاون فرما کر ادارہ کے تمام شعبہ جات کو مستحکم اور مضبوط بنائیں اور شکریہ کا موقع عطا فرمائیں۔

اپیل کنندگان: ارکان وممبران ادارہ ہذا۔

پیش لفظ

زیرنظر کتابچہ (**عید غدیر کی حقیقت**) فقیر کی کوئی مستقل تصنیف نہیں بلکہ فقیر کے قلم سے جاری شدہ ایک تفصیلی و تحقیقی فتویٰ ہے جو سال گزشتہ ماہ ذی الحجہ کے اواخر میں کونی پورہ ناسک سٹی کے محترم المقام وسیم خطیب صاحب کے تحریری استفتا کرنے پر لکھا گیا اور ۲۹ر ذی قعدہ ۱۴۴۴ھ کو یہ جواب کمپیوٹرائز کتابت اور ڈیزائن کے ساتھ جاری بھی ہوا نیز دارالافتاء سے جاری شدہ مجموعۂ فتاویٰ میں شائع بھی ہو چکا ہے۔ بہت سے احباب نے مجموعہ پڑھ کر حوصلہ بخش کلمات سے نوازا اور پست حوصلوں کو مہمیز لگانے کا کام کیا، فقیر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے ان سبھوں کا بے حد ممنون اور بے پناہ شکر گزار ہے۔

سینٹر پر ابھی عیدالاضحیٰ کی تعطیل ہوئی ہی تھی کہ اسی شب ہمارے ایک نہایت عزیز و قریب شاگرد عزیز سعید **مولانا محمد عارف حسین غوثی** سلمہ اللہ القوی چھٹی کے ایام کو غنیمت جان کر اپنے مادر علمی میں حاضر ہوئے، کم و بیش تین سے چار روز قیام رہا اس دوران بہت سے اہم منصوبوں پر تبادلۂ خیال ہوا۔

مولانا موصوف نے جاتے جاتے اس کام کی طرف توجہ دلائی اور عرض گزار ہوئے کہ "عید غدیر" والا فتویٰ تو مجموعہ میں شائع ہو چکا ہے مگر اس کی افادیت اور اہمیت تقاضا کر رہی ہے کہ اسے مستقل کتابچہ کی شکل میں شائع کیا جائے تاکہ ہر عام و خاص کی نظر سے وہ فتویٰ گزرے اور اس کا نفع خوب خوب عام ہو، فقیر نے ہر چند کہ ٹالنے کی کوشش کی مگر ان کا اصرار بڑھتا رہا حتی کہ آج مورخہ ۱۵ر ذی الحجہ کو بعد ظہر انہ واٹس ایپ پر دوبارہ میسیج آیا اور اپنی بات رکھتے ہوئے کہنے لگے، حضور ۱۸ر ذی الحجہ شریف بہت قریب ہے ہمارے دیار میں جن مقامات پر شیعوں کا غلبہ ہے وہاں کے سنی بھائی سخت پریشان ہیں اس لیے مذکورہ فتویٰ کو کتابی شکل میں شائع فرمادیں، ویسے اس وقت مارکیٹ میں اس عنوان پر کئی کتابچے اور رسالے موجود ہیں مگر چند باتیں ایسی ہیں جو مجھے صرف اس فتویٰ میں نظر آتی ہیں اس لیے اگر اسے مستقل کتابچہ کی شکل دے دیں تو عین نوازش ہوگی اور لوگوں کی معلومات میں اضافہ کا سبب بھی۔

اس کے بعد فقیر کے پاس اب کوئی عذر نہیں رہ گیا تھا اس لیے اسے کتابی فارمیٹ میں ڈھالنا پڑا اور اب یہ کتابچہ آپ کے مطالعہ کی دہلیز تک پہنچنے کے لیے تیار ہے، حسن اتفاق کہیے آج شہنشاہ ناسک کی سولہویں شب ہے اور مکتبۃ الرضا کی یہ ۱۶رویں اشاعت۔ اس کوشش میں ہم کہاں تک کامیاب ہیں اس کا فیصلہ قارئین باتمکین کے حوالے۔ فقط۔

طالب دعا: ابوالاختر امجدی غفرلہ

الاستفتاء •

کیا فرماتے ہیں علماے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ عیدغدیر کیا ہے؟اوراسے منانا جائز ہے یا نہیں؟ برائے مہربانی ہماری رہنمائی فرمائیں اورعنداللہ ماجور ہوں،فقط۔

المستفتی: وسیم خطیب، کوکنی پورہ، ناسک، مہاراشٹر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حامداومصلیاومسلماالجواب بعون الملک الوهاب

ہرسال ۱۸؍ذی الحجہ کو جشن منانے اورخوشی کرنے کو ''عید غدیر'' کہتے ہیں، یہ ایک مخصوص تہوار ہے جو رافضی حکمراں معزالدولہ کی اختراع وایجاد ہے، اسی نے سب سے پہلے ۳۵۲ھ میں بغداد میں عید غدیر منانے کا حکم دیا اورمثل عید چوک چوراہوں کو بند کروایا، ڈھول تاشے بجوائے ،شہروں کو آرائش وزیبائش اور چراغاں کرنے کا فرمان جاری کیا اورآبادی سے باہرنکل کرنماز عیدادا کی،تب سے آج تک اس کی پیروی میں شیعہ وروافض اس تاریخ کوعیدمناتے ہیں اورخوشی ومسرت کا اظہار کرتے ہیں جیسا کہ اصحاب سیر وتاریخ نے اس کی تصریح فرمائی ہے، ذیل میں بطورنمونہ چند شواہد ملاحظہ کریں، امام محمد بن محمد المعروف ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

''وفیها(دخلت سنة ثنتین وخمسین وثلاث مائة) و فی الثامن عشر ذی الحجة امر معز الدولة باظهار الزینة فی البلد واشعلت النیران بمجلس الشرطة واظهر الفرح وفتحت الاسواق باللیل کما یفعل لیالی الاعیاد، فعل ذلک فرحا بعیدالغدیر یعنی غدیر

● یہ فتویٰ ''فتاویٰ ازہری دارالافتا'' جلد اول صفحہ ۵۲۶ تا ۵۳۳ پر بھی ملاحظہ کرسکتے ہیں۔

خم و ضربت الدبادب و البوقات و کان یوما مشھودا"(۱)

ترجمہ: اور اسی سن (تین سو باون ہجری ۳۵۲ھ) کے اٹھارہویں ذی الحجہ کو معز الدولہ نے شہر کو سجانے کا حکم دیا اور محکمہ پولیس کے پاس آتش بازی کر کے خوشی کا اظہار کیا اور رات میں بازاروں کو کھول دیا گیا جیسا کہ عید کی راتوں میں کیا جاتا ہے اور اس نے یہ سب عید غدیر یعنی غدیر خم کی خوشی میں کیا گیا اور باجے اور ڈھول بجوائے گئے اور یہ دیکھنے کا دن تھا۔

امام محمد بن احمد ذہبی تحریر فرماتے ہیں:

"فیھا (سنۃ اثنتین و خمسین و ثلاث مائۃ) یوم ثامن عشر ذی الحجۃ عملت الرافضۃ عید الغدیر "غدیر خم" و دقت السکوسات و صلوا بالصحراء صلاۃ العید"(۲)

ترجمہ: اور سن تین سو باون ہجری (۳۵۲ھ) کے اٹھارہویں ذی الحجہ کو رافضیوں نے عید غدیر منائی اور بگل بجایا اور صحرا میں عید کی مثل نماز ادا کی۔

شرعی نقطۂ نظر سے اس کی کوئی حقیقت نہیں بلکہ امام اسماعیل بن عمر بن کثیر دمشقی شافعی کے مطابق یہ **"بدعت قبیحہ"** ہے چناں چہ وہ اپنی شہرۂ آفاق کتاب **"البدایۃ والنھایۃ"** میں **"عید غدیر خم"** کی حقیقت بیان کرتے ہوئے قلم بند فرماتے ہیں:

"دخلت سنۃ ثنتین و خمسین و ثلاث مائۃ و فی ثامن عشر ذی الحجۃ منھا امر معز الدولۃ باظھار الزینۃ ببغداد و ان تفتح الاسواق باللیل کما فی الاعیاد ان تضرب الدبادب و البوقات و ان تشعل

● ---(۱) الکامل فی التاریخ، ج:۷، ص: ۲۸۰۔

● ---(۲) العبر فی خبر من غبر، ج: ۲، ص: ۳۰۰۔

النیران بابواب الامراء وعندالشرط فرحا بعید الغدیر "غدیر خم" فکان وقتاعجیبا ویومامشھودا وبدعةظاھرةمنکرة" (ع۱)

ترجمہ: تین سو باون ہجری کے اٹھارہویں ذی الحجہ کو معز الدولہ نے بغداد کو سجانے اور سنوارنے کا حکم دیا اور یہ کہ رات میں بازاروں کو کھول دیا جائے جیسا کہ عید کی راتوں میں کھلی رہتی ہیں اور یہ کہ بگل اور دف بجائے جائیں اور امراء اور پولیس چوکیوں کے پاس چراغاں کیا جائے یہ سب عید غدیر یعنی غدیر خم کی خوشی میں، تو وہ وقت عجیب تھا اور وہ دیکھنے کا دن تھا اور وہ صریح بدعت سیئہ تھی۔

"**واقعۂ غدیر خم**" کی قدرے تفصیل یہ ہے کہ "**غدیر خم**" جو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان مقام جحفہ کے قریب واقع ہے، نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم حجۃ الوداع سے فارغ ہو کر جب مدینہ منورہ واپس ہونے لگے اور اس مقام پر نزول فرمایا تو صحابہ کرام کی جانب متوجہ ہو کر ایک جامع خطبہ ارشاد فرمایا، اس خطبہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اولاً اپنے فضائل ومناقب بیان فرمائے پھر مولائے کائنات، امام الواصلین سیدنا علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت اور ان کی عظمت بیان فرمائی جو متعدد طرق اور متقارب الفاظ کے ساتھ کئی راویوں کی روایت سے مختلف کتب احادیث میں بسند صحیح مذکور ومرقوم ہے، یہاں بطور نمونہ مسند احمد کے الفاظ نقل کیے جاتے ہیں:

"عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ وَزَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا نَزَلَ بِغَدِيْرِ خُمٍّ اَخَذَ بِيَدِ عَلِيٍّ فَقَالَ اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنِّيْ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ؟ قَالُوْا بَلٰى

●۔۔(۱) البدایہ والنہایہ، ج: ۱۵، ص: ۲۶۱۔

قَالَ: أَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنِّی اَوْلٰی بِکُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِہٖ؟ قَالُوْا: بَلٰی۔ فَقَالَ: اَللّٰھُمَّ مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَّالَاہُ وَعَادِ مَنْ عَادَاہُ۔ فَلَقِیَہُ عُمَرُ بَعْدَ ذٰلِکَ فَقَالَ لَہٗ ھَنِیْئًا یَا ابْنَ اَبِیْ طَالِبٍ اَصْبَحْتَ وَاَمْسَیْتَ مَوْلٰی کُلِّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَۃٍ"۔ (۱؎)

ترجمہ: حضرت براء بن عازب اور زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب غدیر خُم کے پاس پہنچے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ کو پکڑا اور صحابۂ کرام سے فرمایا کہ کیا تم نہیں جانتے کہ میں مومنوں کی جان سے زیادہ بہتر ہوں؟ صحابہ نے عرض کیا: کیوں نہیں۔ پھر فرمایا: کیا تم نہیں جانتے کہ میں ہر مومن کی جان سے زیادہ بہتر ہوں؟ صحابہ نے عرض کیا: کیوں نہیں پھر فرمایا: اے اللہ! میں جس کا مولیٰ ہوں علی اس کے مولی ہیں۔ اے اللہ! تو اس سے محبت فرما جو علی سے محبت رکھتا ہے اور تو اس سے عداوت رکھ جو علی سے عداوت رکھتا ہے۔ پس اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے ملاقات کی پھر حضرت علی سے فرمایا: اے ابوطالب کے فرزند! مبارک ہو تم نے صبح وشام کی اس طرح کہ تم ہر مومن مرد وعورت کے مولیٰ ہو۔

اس ارشاد رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا واضح مفہوم یہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر اپنا روئے سخن صحابہ کرام علیہم الرحمۃ والرضوان کی طرف کر کے ان سے فرمایا: کیا تم سب نہیں جانتے کہ

● ---(۱؎) مشکوۃ المصابیح، باب مناقب علی بن ابی طالب، ص: ۵۶۵، مجلس برکات۔

میں مومنوں سے ان کی جانوں سے زیادہ قریب ہوں، سبھوں نے کہا: کیوں نہیں، پھر فرمایا: کیا تم نہیں جانتے کہ میں ہر مسلمان سے اس کی جان سے زیادہ قریب ہوں؟ سب بولے کیوں نہیں، پھر فرمایا:

"اَللّٰھُمَّ مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَّالَاہُ وَعَادِ مَنْ عَادَاہُ" (۱) یعنی اے اللہ! جس کا میں مولیٰ ہوں اس کے علی مولیٰ ہیں، خداوندا! جو ان سے محبت کرے تو اس سے محبت کر اور جو ان سے دشمنی کرے تو اس کا دشمن رہ۔

یہ ارشاد رسول علی صاحبہ الصلوۃ والسلام حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذاتی اور شخصی فضیلت پر واضح دلیل ہے، جس سے مومنین کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت کی ترغیب وتحریض اور ان سے عداوت ودشمنی کرنے کی وعید وتہدید مفہوم ہوتی ہے، اس فرمان عالی شان میں نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے جو پیرایۂ بیان اختیار فرمایا وہ صبح قیامت تک کے مومنین کے لیے بے مثال نمونہ اور اہل عشق وعرفان وصاحبان صدق وصفا کے لیے بے نظیر رہنما ہے نیز سچے عاشقان رسول کے لیے نہایت فرحت وانبساط کی بات بھی، یہی وجہ ہے اس فرمان عظمت نشان کے بعد فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کی تو حضرت علی سے یہ ارشاد فرمایا:

"ھَنِیْئًا یَا ابْنَ اَبِیْ طَالِبٍ اَصْبَحْتَ وَاَمْسَیْتَ مَوْلٰی کُلِّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَۃٍ" یعنی اے ابوطالب کے فرزند! مبارک ہو تم نے صبح وشام کی اس طرح کہ تم ہر مومن مرد وعورت کے مولیٰ ہو۔

●---(۱) مشکوۃ المصابیح، باب مناقب علی بن ابی طالب، ص: ۵۶۵، مجلس برکات۔

گو کہ مذکورہ ارشادرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اہل ایمان کے لیے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت والفت رکھنے کی تلقین وتاکید اورحاسدین ومعاندین کے لیے ان سے بغض وعداوت رکھنے کی وعید وتہدیداورحق وسچ یہی ہے کہ جومومن ہوگاوہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ضرورمحبت رکھے گااورجس کے دل میں ایمان نام کی کوئی چیزنہیں ہوگی وہی حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بغض وحسد اورعداوت ودشمنی میں مبتلا ہوگااورایسے ہی لوگ ان کی جناب رفیع الشان کے گستاخ وبےادب ہوں گے،جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:

"لَا يُحِبُّ عَلِيًّا مُنَافِقٌ وَلَا يُبْغِضُهُ مُؤْمِنٌ" رواہ احمد والترمذی عن ام سلمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا" (۱) یعنی منافق علی سے محبت نہیں کرتا اورمومن ان سے بغض نہیں رکھتا،اسے امام احمد اورترمذی نے ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا۔

مگرشیعہ اورروافض اس واقعہ اورحضورعلیہ الصلاۃ والسلام کے مذکورہ فرمان سے یہ سمجھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی خلافت وامامت عطافرمادی اورحضرت علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسی تاریخ اوراسی مقام پررسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خلافت ونیابت مل چکی تھی، چناں چہ اپنی فہم ناقص کے مطابق شیعہ اس تاریخ کو جشن مناتے ہیں،کاروبار بند رکھتے ہیں اورسیروتفریح کے لیے جاتے ہیں،چوں کہ یہ واقعہ ذی الحجہ شریف کی ۱۸؍ویں تاریخ کو"غدیرخُم" کے مقام پرپیش آیا تھااسی لیے یہ لوگ اس تاریخ کو اور اس سالانہ جشن کواسی مقام کی طرف منسوب کرتے ہوئے"عیدغدیر" کہتے ہیں۔

---

(۱) مشکوۃ المصابیح، باب مناقب علی بن ابی طالب،ص: ۵۶۴، مجلس برکات۔

شیعہ مذکورہ فرمان رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے **حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ** کے سب سے پہلے خلیفہ ہونے پر استدلال کرتے ہیں، اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ روایت خلافت علی پر نص قطعی ہے، ان کے استدلال کا ماحصل یہ ہے:

"وہ کہتے ہیں مذکورہ روایت میں "**مولیٰ**" کا معنی "**خلیفہ**" ہے اور مذکورہ حدیث کا معنی "**امامت وخلافت کا زیادہ حق دار**" ہونا ہے، اس ارشاد کے مطابق حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد بلا فصل خلیفہ ہیں اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ کوئی خلیفہ نہیں، لہذا یہ روایت حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کی خلافت پر نصِ صریح ہوئی۔"

شیعوں کی حدیث دانی اور حدیث فہمی پر جس قدر ماتم کیا جائے کم ہے **۔اولاً۔** "**مولیٰ**" کا معنی "**خلیفہ**" بتانا عقل وخرد سے یکسر پرے اور لغت وشرع کے یکسر خلاف ہے، **ثانیاً:** اگر ان کی یہ بات مان لی جائے کہ مذکورہ روایت میں "**مولیٰ**" بمعنی "**امام وخلیفہ**" ہے اگرچہ از روئے لغت وشرع یہ ثابت نہیں جیسا کہ آگے آرہا ہے پھر بھی بر سبیل تنزل یعنی ہم نے مان لیا کہ اس روایت میں حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت مراد ہے تو شیعوں کا اس روایت سے حضرت علی کی خلافت پر استدلال کرنا کیوں کر صحیح ہوسکتا ہے کیوں کہ شیعوں کے یہاں بالاتفاق خلافت وامامت کے لیے **تواتر شرط** ہے جبکہ مذکورہ روایت متواتر نہیں **کماقاله الشراح المحدثون** ، چناں چہ **شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر** فرماتے ہیں:

"لیکن ہم شیعہ کو بطور الزام کہتے ہیں کہ ان کے نزدیک امامت کی دلیل میں بالاتفاق تواتر معتبر ہے، اور انہوں نے کہا ہے کہ جب تک حدیث

متواتر نہ ہو اس سے امامت کے صحیح ہونے پر استدلال نہیں کیا جاسکتا اور یقینی بات ہے کہ یہ حدیث متواتر نہیں ہے اس لیے کہ اس میں اختلاف موجود ہے اگرچہ یہ اختلاف مردود ہے بلکہ اس پر طعن کرنے والے وہ عادل اور ائمہ حدیث ہیں جن کی طرف اس معاملے میں رجوع کیا جاسکتا ہے مثلاً ابوداؤد سجستانی، ابوحاتم رازی، اور دیگر ائمہ اور امام بخاری، مسلم، واقدی وغیرہم اکابر محدثین نے اسے روایت نہیں کیا جو حفظ اور ضبط والے ہیں اور انھوں نے حدیث شریف کے حاصل کرنے کے لیے متعدد شہروں اور علاقوں کا سفر کیا یہ بات اگرچہ حدیث کے صحیح ہونے میں مخل نہیں ہے، لیکن ایسی حدیث کے بارے میں تواتر کا دعوی کرنا عجیب ترین بات ہے حالاں کہ شیعہ نے امامت کی حدیث میں تواتر کو شرط قرار دیا ہے" (۱)

مذکورہ روایت سے خلافت علی پر شیعوں کے استدلال کا جواب دیتے ہوئے حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

"شیعہ کہتے ہیں کہ مولا بمعنی خلیفہ ہے اور اس حدیث سے لازم ہے کہ بجز حضرت علی کے خلیفہ کوئی نہیں، آپ خلیفۂ بلافصل ہیں مگر یہ غلط ہے چند وجہ سے:

- ایک یہ کہ مولیٰ بمعنی "خلیفہ" یا بمعنی "اولی بالخلافۃ" کبھی نہیں آتا۔ بتاؤ؟ اللہ تعالیٰ اور حضرت جبرئیل کس کے خلیفہ ہیں؟ حالاں کہ قرآن مجید میں انہیں مولیٰ فرمایا: "فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ"۔

---

(۱) اشعۃ اللمعات مترجم، ج: ۷، ص: ۶۳۴۔

٭دوسرے یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی کے خلیفہ نہیں پھر "من کنت مولاہ" کے کیا معنی ہوں گے؟

٭تیسرے یہ کہ حضرت علی حضور کی موجودگی میں خلیفہ نہ تھے حالاں کہ حضور نے اپنی حیات شریف میں یہ فرمایا پھر مولیٰ بمعنی خلیفہ کیسے ہوگا؟

٭چوتھے یہ کہ اگر مان لو کہ مولیٰ بمعنی خلیفہ ہی ہو تو بھی بلافصل خلافت کیسے ثابت ہوگی؟ واقعی آپ خلیفہ ہیں مگر اپنے موقع، اپنے وقت میں۔

٭پانچویں یہ کہ اگر یہاں مولیٰ بمعنی خلیفہ ہوتا تو جب سقیفہ بنی ساعدہ میں انصار سے حضرت صدیق اکبر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: **الخلافة فی القریش** خلافت قریش میں ہے تم لوگ چوں کہ قریشی نہیں لہذا تم امیر نہیں بن سکتے وزیر بن سکتے ہو، اس وقت حضرت علی نے یہ واقعہ لوگوں کو یاد کیوں نہ کرادیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو مجھے خلافت دے گئے، میرے سوا کوئی خلیفہ نہیں ہوسکتا بلکہ آپ خاموش رہے اور تینوں خلفا کے ہاتھ پر باری باری بیعت کرتے رہے۔ معلوم ہوا کہ آپ کی نظر میں بھی یہاں "**مولیٰ**" بمعنی "**خلیفہ**" نہ تھا۔

٭چھٹے یہ کہ حضور کے مرضِ وفات میں حضرت عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے جناب علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے کہا کہ چلو حضور سے خلافت اپنے لیے لے لو حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے انکار کیا کہ میں نہیں مانگوں گا ورنہ حضور مجھے ہرگز نہ دیں گے، اگر یہاں مولیٰ بمعنی خلیفہ تھا تو یہ مشورہ کیسا؟ (؏۱)

●---(۱) مرآۃ المناجیح، کتاب المناقب، ج:۸، ص: ۳۵۴۔

شیخ محقق علی الاطلاق عبدالحق محدث دہلوی علامہ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ کی "صواعق محرقہ" سے تحریر فرماتے ہیں:

"ہم تسلیم نہیں کرتے کہ اس جگہ "مولیٰ" کا معنی "حاکم اور والی" ہے بلکہ اس کا معنی "محبوب اور مددگار" ہے کیوں کہ لفظ مولیٰ کئی معنی میں مشترک ہے (۱) آزاد کرنے والا (۲) آزاد کیا ہوا (۳) امر میں تصرف کرنے والا (۴) مددگار (۵) محبوب، اور مشترک کے بعض معانی کو دلیل کے بغیر معین کرنا ناقابل اعتبار ہے، اہل سنت وجماعت اور شیعہ محبوب اور مددگار کے مراد ہونے پر متفق ہیں، حضرت علی مرتضی ہمارے سردار، ہمارے محبوب اور ہمارے مددگار ہیں، حدیث شریف کی روشنی سے بھی اسی معنی کی طرف اشارہ ہے، مولیٰ کا معنی امام نہ تو لغت میں معلوم ہے اور نہ شریعت میں، لغت کے کسی امام نے بھی اس کا ذکر نہیں کیا ہاں اگر یہ کہا جائے کہ وزن تو مفعل کا ہے لیکن معنی افعل والا ہے لیکن یہ اس لیے مناسب نہیں کہ کہا جاتا ہے کہ یہ چیز فلاں سے اولیٰ ہے لیکن یہ نہیں کہا جاتا کہ یہ چیز فلاں سے مولیٰ ہے، حضرت علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موالات پر نص کرنے کا مقصد اس بات پر تنبیہ کرنا ہے کہ ان کے بغض سے اجتناب کیا جائے، کیوں کہ موالات کا خاص طور پر ذکر ان کی شرافت وفضیلت کو مضبوط اور مستحکم کرنا ہے، اسی لیے نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ابتدا میں فرمایا: کیا ہم مومنوں سے ان کی جانوں کی نسبت زیادہ قریب نہیں؟ اور دعا بھی اسی اعتبار سے ہے بعض روایات میں اہل بیت نبوت کا ذکر عموماً اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر خصوصاً آیا ہے جسے

امام طبرانی اور امام جزری سند صحیح کے ساتھ لائے ہیں اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات کی محبت کی ترغیب اور تاکید مراد ہے۔

اس حدیث سے بوقت حاجت حضرت علی مرتضی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے استدلال کیا اور نہ کسی دوسری شخصیت نے البتہ حضرت علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس حدیث سے اپنی خلافت کے دوران استدلال کیا، پس ان کا اپنی خلافت کے زمانے تک استدلال سے خاموش رہنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اس امر کو جانتے تھے، کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے نص نہیں ہے نہ ان کی خلافت پر اور نہ کسی دوسرے صحابی کی خلافت پر جیسے کہ صحیح حدیثوں میں آیا ہے۔صحیح بخاری وغیرہ میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مرض وفات کے دنوں میں حضرت علی مرتضی اور حضرت عباس آپ کے پاس سے باہر تشریف لائے حضرت عباس نے حضرت علی مرتضی کو فرمایا اس امر (خلافت) کے بارے میں سوال کریں اگر ہم میں ہوئی تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہمیں معلوم ہو جائے گا، حضرت علی مرتضی نے فرمایا کہ میں سوال نہیں کروں گا اگر یہ حدیث جس میں گفتگو ہو رہی ہے حضرت علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے بارے میں نص ہوتی تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف رجوع کرنے اور آپ سے پوچھنے کی کیا ضرورت تھی؟ اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہ فرمانے کی کیا وجہ تھی کہ اگر خلافت ہم میں ہو گی تو ہمیں معلوم ہو جائے گی، حالاں کہ غدیر خم کا زمانہ کم وبیش دو مہینے کے فاصلے پر تھا اور یہ بات عقل سے بعید ہے کہ تمام صحابہ

کرام یومِ غدیر کی حدیث بھول گئے ہوں یا اسے جاننے اور یاد رکھنے کے باوجود دیدہ ودانستہ چھپا گئے ہوں، ماننا پڑے گا کہ جب صحابۂ کرام نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کی تو انہیں یہ حدیث معلوم بھی تھی اور یاد بھی تھی، اس کے باوجود حضرت ابوبکر صدیق کی بیعت کی تو اس کا مطلب یہی ہے کہ صحابۂ کرام نے اس حدیث سے حضرت علی مرتضی کے خلیفہ بلافصل ہونے کا مطلب نہیں سمجھا۔(لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم)(ع۱)

غرض کہ **شیعہ اور روافض** اپنی ضدوہٹ دھرمی اور عناد وسرکشی میں مذکورہ واقعہ سے **حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ** کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد **سب سے پہلا خلیفہ مانتے ہیں** اور ہر سال اس کی **خوشی وجشن** مناتے ہیں جبکہ سواد اعظم اہل سنت و جماعت کے نزدیک **ترتیبِ خلافت** یہ ہے: سب سے **پہلے خلیفہ** حضرت سیدنا ابوبکر صدیق، **دوسرے** حضرت سیدنا عمر فاروق، **تیسرے** حضرت سیدنا عثمان غنی اور **چوتھے** حضرت سیدنا علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ہیں جیسا کہ عامۂ کتب میں مذکورومرقوم ہے۔(ع۲)

نیز شارحین حدیث نے مذکورہ روایت کا جو پس منظر اور مذکورہ فرمان نبوی کا جو سبب بیان کیا ہے اس سے ان شیعوں کے زعم(خلافت بلافصل) کا باطل ہونا خوب آشکارہ ہوتا ہے، چناں چہ ملا علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری فرماتے ہیں کہ مذکورہ ارشاد کا سبب یہ بیان کیا گیا ہے کہ حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

● ---(ع۱) اشعۃ اللمعات، مترجم، ج:۷ ص: ۳۶۴۔

● ---(ع۲) بہار شریعت، باب العقائد، امامت کا بیان، ج،۱، ص،۲۴۱۔تخریج شدہ۔

سے کہا: آپ میرے مولیٰ نہیں ہیں میرے مولیٰ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں جب یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہوئی تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کا رد کرتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا اور واضح فرمادیا کہ میں جس جس کا مولیٰ ہوں علی اس اس کے مولیٰ ہیں، ان کے الفاظ یہ ہیں:

"قیل:سبب ذلک ان اسامة قال لعلی :لست مولای،انما مولای رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:من کنت مولاہ فعلی مولاہ"(ع۱)

نیز اس کا سبب ورود یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض ساتھیوں نے یمن میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کچھ سختی محسوس کی جس کی شکایت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کی اس پر سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چہرۂ اقدس متغیر ہوگیا اور بعد حج اس خطبہ میں ان کا رد کرتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل ومناقب اور ان کی قدرومنزلت بیان فرمائی ، چناں چہ ملا علی قاری مذکورہ حدیث کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں:

"وقیل سبب ورود ھذاالحدیث کما نقلہ الحافظ شمس الدین الجزری عن ابن اسحاق :ان علیاً تکلم بعض من کان معہ بالیمن فلما قضی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حجةً خطب بھا تنبیھاً علی قدرہ ورداًعلی من تکلم فیہ کبریدة کما فی البخاری،وسبب ذلک کما رواہ الذھبی وصححہ انہ خرج معہ الی الیمن فرأی منہ جفوة نقصہ للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فجعل یتغیر وجھہ علیہ الصلوة

●---(ع۱)مرقات المفاتیح شرح مشکاة المصابیح،ج: ۱۱ ،ص ۲۴۷۔

والسلام ویقول:یابریدة الست اولیٰ بالمومنین من انفسھم، قلت :
بلی یارسول اللہ، قال:من کنت مولاہ فعلی مولاہ"(ع۱)

اگر مذکورہ اسباب ورود کی طرف بغور نظر کی جائے تو ان کے دعویٰ کا باطل اور جھوٹا ہونا شمس وامس کی طرح واضح وعیاں ہے، اس کے باوجود مذکورہ حدیث رسول سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت بلافصل کا دعویٰ محض باطل ومردود ہے۔

اس تاریخ کو جشن اور عید منانے کی ایک وجہ یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ شیعہ **لعنھم اللہ** صحابہ کے سخت دشمن، ان کی بارگاہ کے نہایت بے ادب اور گستاخ واقع ہوئے ہیں خصوصاً حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جو اپنے نمایاں اوصاف وکمالات اورزریں خدمات اور کارناموں کے سبب "کامِلُ الْحَیَاءِ وَالْاِیقانْ" اور "جَامِعُ الْقُرْآنِ وَنَاشِرُ الْفُرْقَانْ" کے معزز القاب سے چہاردانگ عالم میں مشہور ومعروف ہیں) کی دشمنی تو ان کے رگ وپا میں سرایت کی ہوئی ہے بلکہ شیعوں میں یہ وہ مرض ہے جس سے ان کا عام وخاص کوئی محفوظ نہیں اس کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ ان کے گمان کے مطابق قرآن حکیم کے چالیس یا تیس سے کچھ زائد پارے تھے آخر کے ان زائد پاروں میں حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر اہل بیت نبوت کے فضائل ومناقب، ان کے کمالات ومحامد بیان کیے گئے تھے جنھیں قرآن کریم کی جمع وتدوین کے وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہل بیت کی عداوت میں حذف کردیا اور قرآن حکیم میں شامل نہیں کیا (**معاذ اللہ رب العالمین**) اسی لیے شیعہ قرآن حکیم کے موجودہ نسخہ (جو دنیا کے شرق وغرب میں عام وشائع ہے) کو بیاض عثمانی کہتے ہیں اور اسے ناقص وناتمام بتاتے ہیں اور یہ شیعوں کے چند بنیادی عقیدوں میں سے ایک

●۔۔(۱)مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، ج: ۱۱، ص ۲۴۷-۲۴۸۔

ہے، چناں چہ امام احمد رضا قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

"بہت عقائد کفریہ کے علاوہ دو کفر صریح میں ان کے عالم جاہل، مرد عورت چھوٹے بڑے سب بالاتفاق گرفتار ہیں: **کفر اول: قرآن عظیم کو ناقص بتاتے ہیں**، کوئی کہتا ہے: اس میں سے کچھ سورتیں امیر المومنین عثمان غنی ذوالنورین یا دیگر صحابہ یا اہل سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے گھٹا دیں، کوئی کہتا ہے: اس میں سے کچھ لفظ بدل دیے، کوئی کہتا ہے: یہ نقص وتبدیل اگرچہ یقیناً ثابت نہیں محتمل ضرور ہے اور جو شخص قرآن مجید میں زیادت یا نقص یا تبدیل کسی طرح کے تصرف بشری کا دخل مانے یا اسے محتمل جانے بالاجماع کافر مرتد ہے کہ صراحۃً قرآن عظیم کی تکذیب کر رہا ہے" (ع۱)

اور چوں کہ معتبر روایات کے مطابق حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت ۱۸/ ذی الحجہ کو ہوئی ہے بلکہ صاحب تحفہ اثنا عشریہ علامہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی قدس سرہ نے اس پر تمام مورخین کا اجماع نقل کیا ہے (ع۲) اور یہی "الاصابة فی تمییز الصحابة" میں بھی حضرت زبیر بن بکار سے منقول ہے:

"بویع یوم الاثنین للیلة بقیت من ذی الحجة سنة ثلاث وعشرین وقتل یوم الجمعة لثمان عشرة خلت من ذی الحجة بعد العصر ودفن لیلة السبت بین المغرب والعشاء" (ع۳)

ترجمہ: زبیر بن بکار نے کہا کہ امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ

● ---(ع۱) فتاوی رضویہ، ج:۲۱، ص:۲۹، مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی، بریلی شریف۔

● ---(ع۲) تحفۂ اثنا عشرہ، طعن: دہم، ج۱، ص:۳۲۶۔

● ---(ع۳) الاصابة فی تمییز الصحابة، باب عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ج:۲، ص:۴۶۳۔

تعالیٰ عنہ کی بیعت دوشنبہ کو ذی الحجہ ۲۳ھ کی آخری شب کو کی گئی، ۱۸/ذی الحجہ ۳۵ھ بروز جمعہ بعد عصر شہید کیے گئے اور سنیچر کی رات مغرب وعشاء کے درمیان دفن کیے گئے۔

اسی لیے یہ لوگ اس تاریخ کو آپ کی شہادت کی خوشی میں مناتے ہیں اور اس تاریخ کو جشن منا کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قلبی عداوت کی آگ ٹھنڈی اور سرد کرتے ہیں اور اپنی دائمی شقاوتِ قلبی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

الحاصل: وجہ جو بھی ہو **"عیدغدیر" کی شرعاً کوئی حقیقت نہیں،** یہ عید شیعوں کی **اختراع وایجاد کردہ** اوران کی **"خاص پہچان"** ہے حتی کہ ہمارے بلاد وامصار میں اگر کوئی یہ عید منائے تو لوگ اسے شیعہ سمجھتے ہیں لہذا **سنی صحیح العقیدہ مسلمانوں کو "عیدغدیر" منانا جائز نہیں** کہ کفار ومرتدین کا وہ عمل جس سے خواہی نخواہی ان سے مشابہت ہوتی ہو مسلمانوں کو اس کا ارتکاب ناجائز وممنوع اور گناہ ہے، حدیث شریف میں ہے:

"مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ" رواہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما" (۱) جو جس قوم سے مشابہت رکھے وہ انہیں میں سے ہے۔ اسے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے روایت کی۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

"جو بات کفار یا بدمذہبان اشرار یا فساق فجار کا شعار ہو بغیر کسی حاجت صحیحہ شرعیہ برغبت نفس اس کا اختیار ممنوع، ناجائز وگناہ ہے" (۲)

● ---(۱) مسند امام احمد بن حنبل، ج:۲، ص:۵۰۔

● ---(۲) فتاویٰ رضویہ، ج ۲۴، ص ۵۳۵۔

اسی میں ہے:

"تشبہ وہی ممنوع ومکروہ ہے جس میں فاعل کی نیت تشبہ کی ہو یا وہ شئی ان بدمذہبوں کا شعارِ خاص یا فی نفسہ شرعاً کوئی حرج رکھتی ہو"(ع۱)۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبـــه

ابوالاختر مشتاق احمد امجدی غفرلہ

ازہری دارالافتاء، ناسک

۲۹ر ذی القعدہ، ۱۴۴۴ھ/ ۱۸ر جون ۲۰۲۳ء

شہادتِ عثمانی کو یاد رکھیں

عوام اہل سنت سے اپیل کی جاتی ہے کہ ۱۸ر ذی الحجہ کو امیر المومنین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کو یاد کریں، ان کے نام کی محفلیں سجائیں اور آپ کی روحِ پرفتوح کو ایصال ثواب کرکے ان کے فیوض وبرکات سے خوب مالا مال ہوں

●---(۱) فتاویٰ رضویہ قدیم، ج:۹، ص:۹۱، نصف اول۔

کتابیات

نمبر شمار	کتب	مصنفین
۱	الکامل فی التاریخ	امام محمد بن محمد المعروف ابن اثیر جزری قدس سرہ
۲	العبر فی خبر من غبر	امام محمد بن احمد ذہبی قدس سرہ
۳	البدایۃ والنھایۃ	امام اسماعیل بن عمر بن کثیر دمشقی شافعی قدس سرہ
۴	مشکوۃ المصابیح	امام ولی الدین محمد بن عبداللہ خطیب تبریزی قدس سرہ
۵	اشعۃ اللمعات	محقق علی الاطلاق شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ
۶	مرآۃ المناجیح	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی قدس سرہ
۷	تحفۂ اثنا عشرہ	علامہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہ
۸	مرقاۃ شرح مشکاۃ	علامہ شیخ علی بن سلطان محمد قاری قدس سرہ
۹	فتاویٰ رضویہ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ
۱۰	بہار شریعت	صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی قدس سرہ
۱۱	الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ	حافظ ابن حجر احمد بن علی عسقلانی قدس سرہ
۱۲	مسند امام احمد بن حنبل	امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ
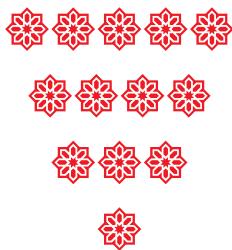
گستاخ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام اہل سنت کی نظر میں

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

''اہل سنت کے عقیدہ میں تمام صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تعظیم فرض ہے اور ان میں سے کسی پر طعن حرام اور ان کے مشاجرات میں خوض ممنوع، حدیث میں ارشاد ''**اذا ذکر اصحابی فامسکوا**''، رب عزوجل کہ عالم الغیب والشہادۃ ہے اس نے صحابۂ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دو قسمیں فرمائیں مومنین قبل الفتح، جنھوں نے فتح مکہ سے پہلے راہ خدا میں خرچ و جہاد کیا اور مومنین بعد الفتح، جنھوں نے بعد کو فریق اول کو دوم پر تفضیل عطا فرمائی کہ ''**لَا یَسْتَوِیْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قٰتَلَ اُولٰٓىٕكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَ قٰتَلُوْا**'' اور ساتھ ہی فرمادیا ''**كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى**'' دونوں فریق سے اللہ نے بھلائی کا وعدہ فرمالیا اور ان کے افعال پر جاہلانہ نقطہ چینی کا دروازہ بھی بند فرمایا کہ ساتھ ہی ارشاد ہوا ''**وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ**'' اللہ کو تمھارے اعمال کی خوب خبر ہے، یعنی جو کچھ تم کرنے والے ہو وہ سب جانتا ہے بایں ہمہ تم سب سے بھلائی کا وعدہ فرماچکا، خواہ سابقین ہو یا لاحقین اور یہ بھی قرآن عظیم سے ہی پوچھ دیکھیے کہ مولیٰ عزوجل جس سے بھلائی کا وعدہ فرماچکا اس کے لیے کیا ہے فرماتا ہے ''**اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰۤى-اُولٰٓىٕكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ لَا یَسْمَعُوْنَ حَسِیْسَهَا وَ هُمْ فِیْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ لَا یَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَ تَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓىٕكَةُ، هٰذَا یَوْمُكُمُ الَّذِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ**'' بے شک جن سے ہمارا وعدہ بھلائی کا ہو چکا وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں، اس کی بھنک تک نہ سنیں گے اور وہ اپنی من مانتی مرادوں میں ہمیشہ رہیں گے، انہیں غم میں نہ ڈالے گی بڑی گھبراہٹ، فرشتے ان کی پیشوائی کو آئیں گے یہ کہتے ہوئے کہ یہ ہے تمہارا وہ دن جس کا تم سے وعدہ تھا۔ سچا اسلامی دل اپنے رب عزوجل کا یہ ارشاد عام سن کر کبھی کسی صحابی پر نہ سوئے ظن کرسکتا ہے نہ اس کے اعمال کی تفتیش، بفرض غلط کچھ بھی کیا تم حاکم ہو یا اللہ (تعالیٰ)؟ تم زیادہ جانو یا اللہ (تعالیٰ)؟ انتم اعلم ام اللہ (تعالیٰ)؟ دلوں کی جاننے والا سچا حاکم یہ فیصلہ فرماچکا کہ مجھے تمہارے سب اعمال کی خبر ہے، میں تم سے بھلائی کا وعدہ فرماچکا اس کے بعد مسلمان کو اس کے خلاف کی گنجائش کیا ہے؟

[فتاویٰ رضویہ قدیم، ج:۱۱، ص: ۶۴-۶۵]

مکتبۃ الرضا
امام احمد رضا لرننگ اینڈ ریسرچ سینٹر ناسک
کی مطبوعات

- مسلمانوں کے فرقے، اردو
- پہلی بہار، ہندی
- مسلک اعلیٰ حضرت، اردو
- تحفۂ رفاعیہ، اردو
- تمہید ایمان، ہندی
- کاش نوجوانوں کو معلوم ہوتا، اردو
- مسلک اعلیٰ حضرت پر ایک نظر، ہندی
- لاؤڈ اسپیکر پر اقتدا کا شرعی حکم، اردو
- برکات تاج الشریعہ، اردو
- سیدنا امام جعفر صادق اور کونڈے کی شرعی حیثیت، اردو
- جلوس ومیلاد: کیوں اور کیسے؟ اردو
- قربانی کے احکام ومسائل سوال وجواب کے تناظر میں۔
- فتاویٰ ازہری دارالافتاء، جلد اول، اردو
- ضابطۂ اخلاق ونظام تربیت۔
- عید غدیر کی حقیقت

امام احمد رضا
لرننگ اینڈ ریسرچ سینٹر، ناسک، مہاراشٹر
کے شعبہ جات

- تخصص فی الفقہ (دوسالہ اقامتی مفتی کورس)
- ازہری دارالافتاء (عوام اہل سنت کے لیے شرعی محکمہ)
- شعبۂ امدادی فنڈ (بیوہ خاتواتین کے لیے ماہاناہ پینشن)
- ماہانہ نوری محفل (برائے خاتون ماہانہ اجلاس)
- شعبۂ تعلیم بالغاں (یومیہ وہفتہ واری درس مسائل)
- شعبۂ حفظ وقرأت (غیر رہائشی اسکولی طلبہ کے لیے)
- مکتبۃ الرضا (شعبۂ نشرواشاعت)